علامہ نیمویؒ اور آثار السنن......ایک تعارف

(وہ کتابیں اپنے آباء کی......اس عنوان کے تحت اسلام کے مصادر و مراجع میں سے کسی ایک کتاب کا تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس بار مشہور کتاب ''آثار السنن'' کا تعارف نذر قارئین ہے)

مولانا علی احمد ضیاء

برصغیر پاک و ہند کی نامور شخصیات میں ایک شخصیت علامہ نیموی رحمہ اللہ ہیں۔علامہ نیموی کی بلند پایہ تصنیف ''آثار السنن'' نے نہ صرف اپنے دورِ تالیف بلکہ دورِ تالیف سے لے کر تا حال ہونے والی علمی سرگرمیوں پر بہت گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔دورِ حاضر میں احادیث احکام پر تحقیق کرنے والا ہر محقق بالواسطہ یا بلاواسطہ ضرور علامہ نیمویؒ کی اس گرانقدر تالیف سے استفادہ کرتا ہے۔

آثار السنن کے تعارف کے سلسلے میں ہم درج ذیل تین امور سے بحث کریں گے:

(۱)......علامہ نیموی کے مختصر احوال اور علمی مقام و مرتبہ

(۲)......آثار السنن سے متعلق اہل علم کی آراء

(۳)......آثار السنن میں مصنف کا طرز اسلوب اور آثار السنن کی خصوصیات

علامہ نیمویؒ کے احوال

نام و نسب:......اسم گرامی محمد بن عارف باللہ شیخ سبحان علی صدیقی (علامہ نیموی نے آثار السنن اور عمدۃ العناقید کے شروع میں اپنا نام و نسب محمد بن علی درج کیا ہے، اسی وجہ سے مطبوعہ کتابوں میں ٹائٹل پر یہی نام درج ہے، مگر چونکہ صاحب نزہۃ الخواطر (۸/۲۲۲) اور مولانا عبدالرشید بن علامہ نیمویؒ نے اور خود مؤلف نے بھی التعلیق الحسن کی ابتداء میں محمد بن سبحان علی ذکر کیا ہے، اس لئے ہم نے یہی نام و ولدیت اختیار کی ہے۔(دیکھئے التعلیق الحسن ص: ۷ اور ترجمۃ المؤلف: مولف مولانا عبدالرشید مشمولہ آثار السنن)

کنیت:......ابو الخیر، عرف: ظہیر احسن، تخلص: شوق نیموی اور تاریخی نام: ظہیر الاسلام ہے۔

علامہ نیموی کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔(ترجمۃ المولف اور ملاحظہ ہو، خاتمۃ

المطبع طبع عظیم آباد ۱۳۲۱ھ)

نسبتِ نیموی کی وجہ:......علامہ نیموی کا تعلق چونکہ ہندوستان کے مردم خیز شہر عظیم آباد سے چار فرسخ مشرق کی جانب نیمی (بکسر نون وسکون یاء) نام کے ایک گاؤں سے تھا، اس لئے آپ نے اپنی نسبت نیموی اختیار کی اور کبھی عظیم آباد شہر کی مناسبت سے اپنے نام کے ساتھ نیموی عظیم آبادی بھی تحریر فرماتے تھے۔

عظیم آباد اس وقت ضلع پٹنہ (صوبہ بہار) کا ایک ذیلی شہر تھا۔ (ترجمۃ المؤلف وڈاک پتہ درج شدہ در آخر نسخہ مطبوعہ عظیم آباد)

ولادت:......۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۷۸ھ بروز بدھ بوقت صبح علامہ نیموی کی ولادت اپنی خالہ مکرمہ کے یہاں صوبہ بہار کی ایک بستی صالح پور میں ہوئی، صالح پور وہ مبارک بستی ہے جہاں شیخ اجل مخدوم الملک مولانا مشرف الدین احمد یحییٰ منیری صاحب مکتوبات صدی کا مزار پرانوار ہے۔ (ترجمۃ المؤلف)

حلیہ مبارک:......علامہ میانے قد، نحیف بدن، گندمی رنگت اور گھنی داڑھی کے مالک تھے۔ (ترجمۃ المؤلف لابنہ)

تحصیل علم:......علامہ نیموی بچپن ہی سے تحصیل علم میں مشغول ہو گئے تھے۔ (نزہۃ الخواطر ۲۲۲/۸ ط: طیب اکادمی ملتان)

علامہ کے تذکرہ نگاروں نے ان کے تین اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

(۱)......شمس العلماء المحدث محمد سعید المتخلص بالحسرت عظیم آبادی المتوفی ۱۳۰۴ھ

مولانا حسرت حضرت سید احمد شہیدؒ کے مرید باصفا شیخ نذر محمد بلہوری کے مرید تھے، بہت صاحب صفات بزرگ تھے، فن بلاغت، مناظرہ اور فقہ میں کتب تصنیف فرمائیں۔ (حوالہ بالا ۴۵۴/۸)

(۲)......نامور محدث، صاحب نظر فقیہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۰۴ھ

علامہ لکھنویؒ ان قد آور شخصیات میں سے ایک ہیں جو صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ علامہ لکھنوی کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ نے علم نحو، صرف، منطق وحکمت، مناظرہ، تاریخ، فقہ، سیر، حدیث وغیرہ میں سو سے زائد کتب تصنیف کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو مولف کی کتابوں کی فہرست مقدمۃ الرفع والتکمیل ص ۲۲ تا ۲۷)

اور کتابوں پر لگائے گئے حواشی وتعلیقات اس کے علاوہ ہیں اور پھر یہ تصانیف بھی ایسی ہیں جن پر عرب وعجم کے نامور علماء نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ (علامہ لکھنوی کے متعدد رسائل حلب کے مشہور عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق کے ساتھ عرب ممالک سے چھپ چکے ہیں)۔

(۳)......علامہ محدث محمد عبداللہ غازی پوری المتوفی ۱۳۳۷ھ علامہ غازی پوری مشہور علماء ہند میں سے سید نذیر حسین دھلوی کے تلمیذ خاص تھے، مولانا عبدالحئی حسنی صاحب نزھۃ الخواطر کے قریبی دوست تھے، مولانا ان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:......یعتقد فی الحدیث ولا یقلد احدا۔ (نزهة الخواطر ۳۰۷/۸) حدیث سے بہت اعتقاد

تھا اور غیر مقلد تھے۔

مولانا غیر مقلدین میں اپنا ایک نام رکھتے تھے، اس بات کا اندازہ اس سے لگایئے کہ مشہور غیر مقلد عالم محمد بشیر سہسوانی کی وفات کے بعد دہلی میں ان کی مسند کے لائق انہی کو سمجھا گیا۔(جن کی تردید میں مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے متعدد رسائل بھی تصنیف فرمائے)

علامہ سے نحو، صرف، میراث اور تحقیق تراویح میں رسائل یادگار ہیں۔(نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۰۷)

علامہ نیموی کے مزاج کی تشکیل میں اساتذہ کے افکار کا اثر:......علامہ نیموی کے اساتذہ پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات پورے طور پر سامنے آجاتی ہے کہ علامہ نیموی نے غیر مقلدیت کے ابتدائی دور میں غیر مقلدین کی جانب سے اچھالے گئے مسائل میں حدیثی حوالے سے احناف کے مسلک کو دلائل سے مرصع اور مبرھن کرنے کی جو روش اختیار کی ہے، اس راہ تک پہنچنے میں اور اس ذمہ داری سے عمدگی کے ساتھ عہدہ برآ ہونے میں ان کے دو اساتذہ علامہ غازی پوری اور امام لکھنوی کا بہت کچھ عمل دخل ہے۔

اول کے یہاں رہ کر علامہ نیموی نے غیر مقلدیت کو قریب سے دیکھا، ان کی ذہنیت، طریقۂ کار اور طرز استدلال سے واقفیت حاصل کی اور پھر ثانی الذکر کی خدمت میں رہ کر تحقیقی ذوق، تصنیف کے سلیقے اور سلامت فکر و مزاج کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان تحقیق میں اترے۔

عملی زندگی:......مولانا عبدالحی حسنی تحریر فرماتے ہیں:

> "اشتغل بقرض الشعر مدة طويلة ثم وفقه الله لخدمة الحديث الشريف"(نزهة الخواطر ٨/٢٢٢)
>
> کہ ایک طویل مدت تک علامہ نیموی نے شعر تخلیق کرنے کا مشغلہ اپنائے رکھا، پھر بعد میں ان کو اللہ نے خدمت حدیث شریف کی توفیق بخش دی۔

مگر جس شخص کے علم میں یہ بات ہے کہ علامہ نیموی نے بچپن ہی میں کبار محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے فن حدیث میں رسوخ حاصل کر لیا تھا اور پھر اخیر عمر میں آثار السنن جیسی بلند پایہ کتاب تصنیف کی وہ اس بات میں ادنیٰ شبہ نہیں کر سکتا کہ علامہ یقیناً درمیانی عمر کے وقفے میں طویل مدت کے لئے حدیث شریف سے بالکلیہ کنارہ کشی نہیں کر سکتے، ہاں البتہ مولانا حسنی کی بات کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ درمیانے وقفے میں موصوف کا حدیث سے اشتغال بقدر ضرورت رہا۔(چنانچہ آگے چل کر ہم ذکر کریں گے کہ علامہ نے اس درمیانے وقفے میں بھی کچھ رسائل حدیث سے متعلق تالیف فرمائے) جبکہ شعر و شاعری کا مشغلہ روز افزوں رہا اور شاید علامہ کے سوانح نگاروں نے علامہ کی کتابوں کی فہرست میں جوار دو ادب کی کتابوں کا ذکر کیا ہے وہ اسی دور کی یادگار ہیں، لیکن پھر علامہ نیموی کی زندگی میں ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے علامہ نیموی کی ساری توانائیوں کو علم حدیث کی خدمت طرف موڑ دیا۔

علم حدیث سے اشتغال:.......وہ واقعہ علامہ نیموی خود بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات خواب میں یہ دیکھتا ہوں کہ:

''احمل فوق رأسی جنازة النبی صلی الله علیه وسلم'' (التعلیق الحسن ص:۷)

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارک سر پر رکھا ہے اور لئے جا رہا ہوں۔''

خواب تو بہت عجیب تھا مگر علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو رؤیاء صالحہ قرار دیا اور اس کی تعبیر یہ نکالی:

''أن اکون حاملا لعلمه ان شاء الله العلام'' (حوالہ بالا)

کہ میں ان شاء اللہ آپ علیہ السلام کے علم کا حامل بنوں گا۔ پھر کیا ہوا؟ فرماتے ہیں:

پھر میں نے کمر کس لی اور حدیث کی مشغولیت اختیار کرلی۔ گویا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناصر دین حنیف کو عالم نوم میں آکر خدمت حدیث کے لئے بیدار فرمادیا۔

لیکن حدیث کی خدمت تو مختلف طرح سے ہوسکتی ہے، آخر احادیث احکام پر اس نوع کی کتاب لکھنے کی کیا وجہ ہوئی؟ تو اس کی وجہ علامہ نیموی نے خود اپنی بعض تالیفات میں بیان فرمائی ہے، جسے ان کے خلف الرشید مولوی عبدالرشید نے آثار السنن طبع کانپور کے شروع میں درج کردیا ہے، ملاحظہ ہو:

''یہ تو ظاہر ہے کہ حدیث میں پہلے بلوغ المرام یا مشکوٰۃ شریف پڑھائی جاتی ہے اور ان کے مؤلف شافعی المذہب تھے، ان کتابوں میں زیادہ وہی حدیثیں ہیں جو مذہب امام شافعی کے مؤید اور مذہب حنفی کے خلاف ہیں، اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر معلم در پردہ غیر مقلد ہوتے ہیں۔ (مولف اپنے دور کی منظر کشی فرمارہے ہیں)

بے چارے اکثر طلبہ یہ ابتدائی کتابیں پڑھ کر مذہب حنفی سے بدعقیدہ ہوجاتے ہیں پھر جب صحاح ستہ کی نوبت آتی ہے تو ان کے خیالات اور بھی بدل جاتے ہیں، علمائے حنفیہ نے کوئی ایسی کتاب قابل درس تالیف ہی نہیں کی کہ جس میں مختلف کتب احادیث کی وہ حدیثیں ہوں جن سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہو، پھر بے چارے طلبہ ابتدا میں پڑھیں تو کیا؟ اور ان کے عقائد درست رہیں تو کیونکر؟ آخر بے چارے غیر مقلد نہ ہوں تو کیا ہوں، فقیر نے انہیں خیالات سے حدیث شریف میں آثار السنن نامی ایک کتاب بنائے تالیف ڈالی ہے۔''

گویا مصنف رحمہ اللہ علامہ غازی پوری کے یہاں رہ کر غیر مقلدین کی جانب سے جس خطرے سے آگاہ ہوئے تھے، اب جب خدمت حدیث کے لئے آمادۂ تالیف ہوئے تو اسی خطرے کے دفعیہ کے لئے مذہب حنفی کی تائید میں احادیث کو جمع کرنے اور ان پر جرحاً تعدیلاً کلام کرنے کی طرح ڈالی۔ فجزاه الله خیرا

اکابر علماء دیوبند سے تعلق:.......علامہ نیموی نے اگرچہ مشائخ عظیم آباد و علماء لکھنو سے کسب فیض کیا تھا، مگر علمی امور

میں اکابر علماء دیوبند پر اعتماد کلی رکھتے تھے اور کثرت سے مسائل علمیہ میں ان سے مراجعت فرمایا کرتے تھے اور جوہر شناس علماء دیوبند نے بھی ہمیشہ اس جوہر آبدار کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ان کی تحقیقات پر اعتماد کیا، ذیل میں ہم اس اعتماد باہمی کے دو نمونے ذکر کرتے ہیں:

مولانا احمد رضا بجنوری ملفوظاتِ کشمیری میں حضرت کشمیریؒ کا ملفوظ نقل کرتے ہیں:

''فرمایا کہ میں ایک دفعہ گنگوہ حاضر ہوا تو جامع الآثار مولفہ مولانا نیمویؒ حضرت گنگوہی کے ہاں آیا ہوا تھا، کسی غیر مقلد نے اس پر اعتراضات کئے تھے تو حضرت گنگوہی نے فرمایا: کہ غیر مقلد کے اعتراضات بے جا ہیں، میں نے جامع الآثار کی حمایت میں بھی مولانا نیموی کو لکھا تھا، مولانا نیموی کے خطوط دہلی میں بھی میرے پاس آئے تھے۔'' (ص ۲۹۷ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

حضرت گنگوہیؒ نے ۱۳۱۴ھ تک درس حدیث دیا ہے، پھر اس کے بعد ضعف اور آنکھوں میں نزول آب کی بنا پر درس حدیث ترک فرمادیا، اس سے معلوم ہوا کہ مولانا نیموی اور حضرت گنگوہی کی خط وکتابت حضرت گنگوہی کی صحت کے زمانہ میں تھی جبکہ حضرت گنگوہی خط وکتابت کی مشغولیت رکھتے تھے اور یہ خط وکتابت آثار السنن سے پہلے دور کی ہے، اس لئے کہ آثار السنن ۱۳۱۴ھ کی تالیف ہے جبکہ حضرت گنگوہی پر ضعف کا غلبہ تھا اور آگے چل کر ہم نقل کریں گے کہ آثار السنن کے زمانے میں علامہ نیموی کی مشاورت ایک دوسرے بزرگ سے رہی۔

بہر حال ایسا لگتا ہے کہ علامہ نیموی نے اپنے استاد علامہ عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ کی وفات کے بعد علمی مسائل میں مراجعت کا تعلق حضرت گنگوہی سے قائم کرلیا تھا اور چودھویں صدی ہجری کے ابتداء کا یہ دور، وہ دور ہے جب حضرت گنگوہی کے علم وفضل کا ہندوستان میں عام شہرہ تھا، پھر جب گنگوہیؒ کے ضعف وعلالت کا دور شروع ہوا تو علامہ نیمویؒ کی مشاورت حضرت کشمیری رحمہ اللہ سے رہنے لگی، حضرت کشمیریؒ اگرچہ عمر میں علامہ نیموی سے چھوٹے تھے، مگر بقول حضرت بنوریؒ:

''تبحر علمی، دقتِ نظر، معتدل ذوق سلیم اور بصیرت نافذہ کے ساتھ فقہاء امت کے مذاہب کے بارے میں وسیع معلومات رکھنے میں آیۃ من آیات اللہ تھے، اپنی جوانی کے ابتدائی دور میں ہی اطراف ہندوستان میں مشہور ہوگئے تھے، ان کی علمی عظمت، حدیث سے شغف وتعلق، اخذ واستنباط کا شہرہ چہار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا۔'' (مقدمہ علامہ بنوری بر تعلیقات انوری بر آثار السنن بحوالہ توضیح السنن)

اس علمی مشاورت کا تذکرہ خود علامہ کشمیری نے نیل الفرقدین میں فرمایا ہے، ملاحظہ ہو:

''وقد نقلت فیه شیئا من التعلیق الحسن للشیخ النیموی مع مازدت علیه وقد کان الشیخ المرحوم حین تالیفه ذلك الکتاب یرسل الی قطعة قطعة حتی انی کنته مرافقا فیه وزدت

علیہ اشیاء کثیرۃ بعدہ۔ (نیل الفرقدین من ضمن الرسائل ص ۷۲ط: ادارۃ القرآن کراچی، ۱٤۲٤ھ)

''میں نے اس بحث میں تھوڑا بہت شیخ نیموی کی التعلیق الحسن سے بھی کچھ اضافوں کے ساتھ نقل کیا ہے اور شیخ مرحوم اس کتاب کی تالیف کے زمانے میں مجھے اس کے اجزاء ارسال کرتے تھے، یہاں تک کہ میں اس کتاب کی تالیف میں ان کا رفیق رہا اور تصنیف کے بعد میں نے اس کتاب پر بہت ساری اشیاء کا اضافہ کیا۔''

علامہ نیموی کی حضرت کشمیری کے ساتھ جس دور میں مشاورت رہی، یہ حضرت کشمیری کا وہ دور ہے جب ابھی تک آپ دارالعلوم دیوبند کی مسند تدریس پر فائز نہیں ہوئے تھے، اس لئے کہ حضرت کشمیری علامہ نیموی کی وفات کے ایک سال بعد ۱۳۲۳ھ میں دارالعلوم کے مدرس مقرر ہوئے، اس زمانے میں علامہ نیموی کی آپ سے مشاورت ان کے علمی مقام وشہرت کا پتہ دیتی ہے۔

بیعت طریقت:......علامہ نیموی نے قطب الزمان جامع بین الشریعت والطریقت المحدث مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ سے بیعت کی اور ان سے حدیث مسلسل بالأولیۃ و مسلسل بالمحبۃ اور جمیع مرویات کی اجازت صحیح بخاری کی بعض احادیث پڑھنے کے بعد حاصل کی۔ (ترجمۃ المؤلف، وعمدۃ العناقید)

علامہ نیموی کے بارے میں اہل علم کی آراء:......علامہ نیموی پر اعتماد کے سلسلے میں ہم ماقبل میں حضرت گنگوہی اور حضرت کشمیری کا حوالہ ذکر کرچکے ہیں، یہاں اختصاراً مزید چند آراء ذکر کرتے ہیں:

(۱)......شیخ الدلائل، محدث عصر، صوفی اکمل حضرت شاہ محمد عبدالحق مہاجر مکی نے علامہ نیموی کو درج ذیل القاب سے نوازا ہے:

''الشیخ الفاضل السابق فی حلیۃ الفضائل الباذل فی تحصیل العلوم الشرعیۃ الجھد المشمر فی اقتناصھا عن ساعد الجد مولانا الفھامۃ المحقق الموفق المولوی محمد ظھیر احسن ادام اللہ بقائہ وزاد کل یوم فی مصاعد الفضل ارتقاہ۔'' (عمدۃ الغناقیہ)

''شیخ، فاضل، فضائل میں آگے بڑھنے والے، علوم شرعیہ کی تحصیل میں پوری کوشش صرف کرنے والے اور اس کے حصول میں کمر کسنے والے، ہمارے آقا، انتہائی زیرک، محقق، موفق مولوی ظہیر احسن اللہ تعالیٰ ان کو لمبی زندگی عطا کرے اور فضل وکمال کی بلندیوں میں انہیں ترقی دیتا رہے۔''

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے علامہ نیمویؒ کی شان میں دو قصیدے تحریر فرمائے ہیں، جن میں سے ایک کے اندر علامہ کو درج ذیل القاب سے نوازا ہے:

''حافظ عصر، وحید العصر، مفقود المثیل، وسیع الحفظ اورآخرمیں ولایستطیع انور مدح فضلہ'' کہ انوران کے فضل وکمال کی تعریف کی استطاعت نہیں رکھتا۔(ملاحظه هو قصیده در آخر کتب مطبوعه)

علامہ یوسف بنوریؒ نے فقہ اہل العراق کے حاشیے میں موصوف کوحفاظِ حنفیہ میں شمار کیا ہے۔(ص:۸۰ط:ایچ ایم سعید)

مؤرخ اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے درج ذیل الفاظ میں ان کا تعارف ذکر فرمایا ہے:

''کان عالی الکعب، واسع الاطلاع، دقیق النظرفی الحدیث والرجال ونقد الحدیث و معرفة علله وطبقاته۔(نزهة الخواطر:۸/۲۲۳)

''علامہ نیموی فن حدیث، فن رجال، نقد حدیث، معرفت علل حدیث اور طبقات حدیث ورجال میں دقت نظر، وسعت معلومات اور بلندی فکر جیسی صفات سے موصوف تھے۔''

علامہ نیموی کی تالیفات:......علامہ نیموی نے مختلف تالیفات فرمائی ہیں، ہمارے علم میں علامہ کے''19'' کتب و رسائل آسکے ہیں، یہ رسائل کن موضوعات پر مشتمل تھے؟ رسائل کی عدم دستیابی ہمیں عرض کرنے سے مانع تھی، مگر خوش قسمتی سے جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام خوشاب کے قدیم کتب خانے میں علامہ نیموی کی حیات میں ۱۳۲۱ھ کو احسن المطابع عظیم آباد سے شائع ہونے والا آثارالسنن جزء ثانی کا نسخہ دستیاب ہوگیا، جس کے آخر میں خود علامہ نیموی نے اپنی بعض تالیفات کا تعارف درج فرمایا ہے، ذیل میں ہم بعینہ وہ تعارف ذکر کرتے ہیں:

(۱)......اوشحة الجید فی بیان التقلید: ائمہ اربعہ کی تقلید کا بیان، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ سوانح عمری

(۲)......حبل المتین فی الاخفاء بآمین: آمین بالاخفاء کے ثبوت میں لاجواب رسالہ

(۳)......ردالسکین: حبل المتین کی تائید مع چند رسائل

(۴)......جلاء العین فی ترک رفع الیدین: بحث رفع الیدین میں نہایت محققانہ رسالہ

(۵)......مجلی: جلاء العین کی تائید مع چند رسائل (یہ رسالہ چالیس (۴۰) صفحات پر مشتمل ہے اور دارالعلوم کراچی کی لائبریری میں موجود ہے)

(۶)......جامع الآثار: صلوٰۃ الجمعہ فی القریٰ کی بحث

(۷)......لامع الانوار: مذہب المختار کا جواب باصواب

(۸)......مقالہ کاملہ: حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہ کے ملفوظات کی تائید، جس میں مختلف مسائل سے بحث کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ آثارالسنن جزء اول طبع شدہ مطبع قیومی کانپور میں علامہ نیموی کے خلف الرشید مولانا عبدالرشید نے درج ذیل اضافی کتب کا تعارف درج کیا ہے:

(۹)......تذئیل: اس رسالہ میں بڑی تحقیق کے ساتھ بزرگان دین کی قدم بوسی کا استحباب کتب احادیث وفقہ سے کما حقہ ثابت کیا گیا ہے۔

(۱۰)......مثنوی سوز و گداز: یعنی حسن وشام سندر کا سچا واقعہ یہ پر درد مثنوی فصاحت و بلاغت سے مملو ہے۔

(۱۱)......ازاحۃ الأغلاط: الفاظ کی صحت میں نایاب کتاب ہے، ہر لفظ کی صحت کے ثبوت میں اساتذہ کے اشعار لکھے گئے ہیں۔

(۱۲)......اصلاح: اردو میں انشاء پردازی و شعر گوئی کے واسطے اکسیر ہے، اس میں متروکات وغیرہ کا بیان نہایت تحقیق کے ساتھ ہے۔

(۱۳)......ایضاح: رسالہ اصلاح کی شرح جس میں شاعری کے متعلق جا بجا مفید باتیں درج ہیں۔

(۱۴)......سرمۂ تحقیق مع قصیدۂ عظمیٰ: یہ رسالہ اسم با مسمیٰ ہے جس کی دھوم سارے ہندوستان میں مچی ہے۔

(۱۵)......یادگار وطن: علمی مباحثہ کا گنجینہ محقق بنانے والا تذکرہ۔

(۱۶)......دیوان شوق: مع قصائد ورباعیات وتواریخ۔

(۱۷)......وسیلۃ العقبیٰ: مرض اور موت کے حالات میں یہ رسالہ قابل دید تالیف ہوا ہے، سماعِ اموات کی بحث نہایت تحقیق کے ساتھ ہے۔ (یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے)

اور ایک کتاب جس کا ذکر ان دونوں فہرستوں میں نہیں، البتہ خود مصنف نے آثار السنن میں اس کا حوالہ دیا، وہ ہے:

(۸)......درۃ الغرۃ فی وضع الیدین علی الصدر وتحت السرۃ (ص ۷۳) یہ رسالہ نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے سے متعلقہ تحقیق پر مشتمل ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔

اور ایک کتاب:

(۱۹)......آثار السنن ہے جس کے متعلق ہم آگے چل کر تفصیل سے بحث کریں گے۔

مذکورہ بالا رسائل میں سے ادبی رسائل تو یقیناً صاحب نزھۃ الخواطر کی تصریح کی روشنی میں آثار السنن سے پہلے تصنیف کردہ ہیں، البتہ حدیث سے متعلقہ رسائل میں سے حبل المتین، درۃ الغرۃ اور جامع الآثار، آثار السنن سے قبل تصنیف کئے گئے اس لئے کہ اول الذکر دونوں رسالوں کا علامہ نیموی نے آثار السنن میں حوالہ دیا ہے، آخر الذکر کا حضرت گنگوہیؒ کی صحت کے زمانے میں ان کے پاس آنا ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں، جو یقیناً ۱۳۱۴ھ سے قبل کا زمانہ ہے جبکہ آثار السنن ۱۳۱۴ھ کی تالیف ہے۔ واللہ اعلم (ص ۷، ۱۰۳، ۷۳)

علامہ نیموی کا تحریر کردہ یہ قیمتی علمی سرمایہ قدیم لائبریریوں میں مقفل ہے اور اہل علم کی دسترس سے دور کسی صاحب خیر کی راہ دیکھ رہا ہے جو اسے پردۂ خفاء سے نکال کر منصۂ شہود پر لے آئے۔

علامہ نیموی کے حدیثی رسائل کی اشاعت تو ضروری ہے ہی ادبی رسائل کی اشاعت بھی ناگزیر ہے تاکہ اردو کی ترویج کے سلسلے میں کی جانے والی علماء کی کاوشیں اردو دان طبقے کے سامنے آجائیں۔

متفرق احوال:......فن حدیث ورجال اور اردو ادب میں علامہ کی مہارت کا تو ماقبل میں ذکر کیا جاچکا ہے، اس کے علاوہ فن عروض میں بھی علامہ مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ علامہ عبدالحی لکھنویؒ جیسے وسیع المشرب استاذ کے شاگرد ہونے کے باوجود حنفی مذہب کے پرزور حامی تھے، آپ نے دو شادیاں کی، پہلی شادی خالہ زاد بہن سے اور دوسری چچازاد بہن سے، پہلی سے مولوی عبدالرشید صاحب پیدا ہوئے جنہوں نے لمبی عمر پائی جبکہ دوسری سے عبدالسلام ہوئے جو قریب البلوغ ہی تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ علامہ نے عسرت سے زندگی گزاری ہے چنانچہ طبع عظیم آباد کے آخر میں شکریہ کے عنوان کے تحت جزء ثانی کی طباعت میں تاخیر کی وجہ ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ''اس کی اشاعت میں حد سے زیادہ تاخیر ہوئی، سبب یہ کہ مولف امسال مختلف امراض میں بہت بیمار رہا، حصہ اول کے جس قدر نسخے فروخت ہوئے ان کی قیمت علاج معالجہ اور ذاتی اخراجات میں صرف ہوتی گئی اور کوئی دوسرا سامان اس کی طبع کا نہ ہوا، سنہ گزشتہ میں رئیس ڈھاکہ نے اس کے چھپوادینے کا وعدہ کیا تھا مگر ایفائے وعدہ کی طرف۔ توجہ نہیں فرمائی، غرضے کہ مہینوں یہ حصہ عدم سامان زرطبع کی وجہ سے اور مؤلف کی علالت کے سبب پڑا رہا۔'' اور پھر آخر میں طباعت۔ کے ظاہر اسباب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مگر اتنا لکھنا غیر مناسب نہیں کہ جس طرح یہ دوسرا حصہ حضرات دربھنگہ کے زر چندہ سے چھپا ہے پہلا حصہ حضرات کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کی اعانت سے بتوجہ منشی محمد صادق صاحب مستری چھپا ہے، اللہ تعالیٰ حضرات معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے دینی ودنیاوی مقاصد دلی برلائے آمین ثم آمین۔'' (کتبہ النیموی کان اللہ لہ)

علامہ نیموی کے شیوخ اجازت:......علامہ نیموی کو درج ذیل دو شیوخ سے اجازت عامہ حاصل ہوئی:

(۱)......مولانا شاہ محمد عبدالحق مہاجر مکی، (۲)......عارف باللہ شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور علامہ نیموی کی تصریح کے مطابق موخر الذکر طریق ان کا عالی طریق ہے۔

وفات:......وہ آفتاب عالم تاب جو ۴ جمادی الاولی ۱۲۷۸ھ کو بدھ کی صبح طلوع ہوا تھا اور ۴۴ برس کی قلیل مدت میں اس نے ظلمت کدۂ ہند کو اپنی ضیا پاشیوں سے یوں منور کردیا کہ اس کی روشنی چہاردانگ عالم میں پھیل گئی تو عین اس وقت جب اس کی زندگی کا دن ابھی ڈھلنا ہی شروع ہوا تھا کہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ بروز جمعہ بوقت خطبہ اس کی زندگی کی شام ہوگئی۔

علامہ نیموی کی وفات عظیم آباد میں ہوئی تھی وہاں سے انہیں ان کے وطن مالوف نیمی لایا گیا اور ہفتہ کے روز سپرد خاک کردیا گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

......(جاری ہے)......